قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ کا تحقیقی جائزہ

Non Arabic Words in the Holy Qura'n (A Research Overview)

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن☆

ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی☆☆

Abstract

It is very interesting to note that the Holy Qura'n is revealed in Arabic Language. The issue the Holy Text of the Qura'n consists of any non-Arabic word in the Qura'n or not, has been controversial among the Islamic Scholars for a long time. One group of the Scholars claimed that the Holy Qura'n does not comprise any of the non-Arabic words while some others have view that there are few non-Arabic words in the Holy Qura'n and it does not take Qura'n out of being revealed in Arabic because that the Arabic words are in small number which is considered as nothing as compare to Arabic words it the Holy Text.

The Article illuminates views of both side with their arguments and makes an effort to unite both side based upon various arguments by the scholars of contemporary and old time keeping in view that the article validates that Holy Qura'n contains non-Arabic words.

قرآن مجید کثیر الاوصاف کتاب ہے، اس لئے اس کے نام بھی بکثرت ہیں۔ علوم القرآن سے متعلقہ کتب ''البرھان''، ''الإتقان'' وغیرہ میں علمائے کرام نے أسماء القرآن پر روشنی ڈالی ہے جبکہ بعض علماء نے اس موضوع پر مستقل کتب بھی تصنیف کی ہیں۔ اس کی ایک نمایاں مثال صالح بن ابراہیم بلیہی کی کتاب ''الھدیٰ والبیان في أسمآء القرآن'' ہے۔ اس کتاب میں اُنہوں نے قرآن کریم کے ۴۶ نام بالتفصیل بیان کئے ہیں۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

☆☆ چیئرمین شعبہ علومِ اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

" الهدیٰ و البیان في أسماء القرآن" میں قرآنِ مجید کے درج ذیل اسماء کا تذکرہ قرآن میں ان کی تعداد سمیت کیا گیا ہے:

۱۔منزل و تنزیل	۱۴۲مقامات	۲۔ایات	۱۳۰مقامات
۳۔کتاب	۷۷آیات	۴۔قران	۷۳آیات
۵۔حق	۶۱آیات	۶۔ تذکرة و ذکریٰ	۵۵آیات
۷۔ھدیً	۴۷آیات	۸۔ وحی	۴۵آیات
۹۔صراط مستقیم	۳۳آیات	۱۰۔ تبیان،مبین و بینات	۳۰آیات
۱۱۔صدق ومصدق و تصدیق	۲۲آیات	۱۲۔ فصل و مفصل	۱۸آیات
۱۳۔حدیث	۱۵آیات	۱۴۔ رحمة	۱۵آیات
۱۵۔ قول و قیل	۱۵آیات	۱۶۔ نور	۱۲آیات
۱۷۔کلم و کلمات و کلام	۱۲آیات	۱۸۔عربی	۱۱آیات
۱۹۔ نذیر	۱۱آیات	۲۰۔ سوَر	۹آیات
۲۱۔علم	۹آیات	۲۲۔ مبشر و بشری و بشیر	۹آیات
۲۳۔حکیم ومحکم	۸آیات	۲۴۔دین قیم	۷آیات
۲۵۔ قصص	۷آیات	۲۶۔ موعظة	۵آیات
۲۷۔مبارك	۴آیات	۲۸۔ فرقان	۴آیات
۲۹۔بصائر	۳آیات	۳۰۔ شفاء	۳آیات
۳۱۔بلاغ	۳آیات	۳۲۔مثانی	۲آیات
۳۳۔ نبأ عظیم	۲آیات	۳۴۔ مجید	۲آیات
۳۵۔ روح	۲آیات	۳۶۔احسن الحدیث واحسن القصص	۲آیات

جبکہ درج ذیل ناموں کا قرآن میں ایک بار ہی تذکرہ کیا گیا ہے:

۳۷۔ منادی للإیمان ۔ ۳۸۔ منادي وإیمان ۔ ۳۹۔قول ثقیل ۔ ۴۰۔قول فصل

۴۱۔حکمة بالغة ۔ ۴۲۔حکم عربي ۔ ۴۳۔ حبل اللّٰه ۔ ۴۴۔ زبور

۴۵۔ برھان ۔ ۴۶۔ بیان[۱]

اسماءالقرآن میں قرانًا عربیًّا، حکمًا عربیًّا اور لسانِ عربی بھی ہیں۔ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی ایک صفت 'عربی' ہے۔جس کے معنی ہیں 'فصیح اور واضح' طور پر بیان کرنے والا۔قرآن کے عربی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عربی میں ہے۔اس کی زبان ایسی ہے جو فصیح و بلیغ ہے۔اس کے بیان میں کوئی اُلجھاؤ یا ابہام نہیں ہے۔اس کی بات میں کجی یا پیچیدگی نہیں ہے۔وہ اپنی بات کو نہایت وضاحت کے ساتھ پیش کرتا ہے اور اپنا مدعا عمدہ طریقے سے بیان کرتا ہے:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (۲)

(بے شک ہم نے یہ عربی قرآن نازل کیا ہے تا کہ تم سمجھو) (۳)۔

یہ عربی قرآن سارا کا سارا ہی عربی زبان میں ہے یا اس میں عجمی زبانوں کے الفاظ بھی موجود ہیں؟ اس سوال کا جواب جاننے سے پہلے چند سطریں تمہیدی طور پر اس حوالے سے ملاحظہ فرمائیے کہ کیا عربی زبان میں نزولِ قرآن کے وقت دوسری زبانوں کے الفاظ موجود تھے۔اگر موجود تھے تو وہ کس حیثیت سے تھے؟

لغتِ عرب میں عجمی زبانوں کے الفاظ

تمام زبانوں میں یہ طریقہ عام پایا جاتا ہے کہ وہ دیگر زبانوں سے الفاظ لیتی اور دیتی ہیں جس کا مشاہدہ ہر شخص اپنی زبان میں بخوبی کر سکتا ہے۔ایسے الفاظ جن کا چند سال پہلے وجود تک نہ تھا، چند ہی سالوں میں زبان کا حصہ بنتے چلے جاتے ہیں۔اسی طرح عربی زبان میں بھی زمانۂ قدیم سے اب تک غیر عربی الفاظ کا اختلاط ہوتا چلا آ رہا ہے۔ان الفاظ میں سے کچھ کو تو عربوں نے تبدیلی کے بعد عربی اَوزان کے مشابہ ہی بنا لیا اور وہ بالکل عربی الفاظ ہی شمار ہونے لگے جبکہ کچھ الفاظ میں تھوڑی بہت تبدیلی کر کے ان کو عربی زبان کے اوزان اور قواعد کے مطابق استعمال کر لیا گیا۔اس کے باوجود کچھ ایسے اسماء بھی تھے جو جوں کے توں عربی میں مستعمل رہے، ان الفاظ کو مُعرَّب یا دخیل کہا جاتا ہے۔دوسری طرف خود عربی زبان کے الفاظ بھی بکثرت دیگر زبانوں میں منتقل ہوئے۔چنانچہ عربوں کے دیگر عجمی اقوام سے میل ملاپ، تجارت اور لین دین کی وجہ سے فارسی، یونانی، حبشی، عبرانی، سنسکرت اور ہندی وغیرہ زبانوں میں عربی زبان کے کثیر الفاظ رائج ہو گئے۔

عربی زبان میں استعمال ہونے والے غیر عربی لفظ کو مُعرَّب یا دخیل قرار دیا جاتا ہے۔ بعض نے معرب اور دخیل میں فرق کیا ہے کہ اگر عجمی لفظ عربی زبان میں آنے کے بعد لفظ اور شکل و صورت میں عربی جیسا ہو جائے تو معرب کہلوائے گا بصورتِ دیگر دخیل اور یہ سلسلہ زمانۂ جاہلیت سے لے کر ہمارے زمانے تک بلکہ ہمیشہ چلتا رہے گا (۴)۔

مثال کے طور پر مشہور جاہلی شاعر امرؤالقیس نے ۸۱ ابیات پر مشتمل اپنے 'قصیدہ لامیہ میں رومی زبان کے لفظ کو یوں استعمال کیا ہے۔تشبیب میں کہتا ہے:

مهفهفة بيضاء غير مفاضة ترائبها مصقولة كالسجنجل

(وہ باریک کمر، گورے رنگ اور ہلکے پیٹ کی ہے،اس کا سینہ شیشے کی طرف شفاف ہے)۔

اس شعر میں آنے والا لفظ السجنجل (شفاف شیشہ) رومی زبان کا لفظ ہے[۵]۔

جس عجمی لفظ کو عربی تفعیلات (اوزان) کے مطابق عربی زبان میں استعمال کیا جائے، وہ لفظ عربی ہی شمار ہوتا ہے۔ معرب کا معنی ہے جس لفظ کو عربی بنالیا گیا ہو۔عربی بنانے کے عمل کو تـــعـــریـــب کہتے ہیں۔عربی زبان جس حالت میں موجود تھی اسی عربی زبان میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔

قرآن میں غیرعربی الفاظ کے وجوداورعدم وجود پر اختلافات

قرآن میں معرب مفردات کے وقوع میں متقدمین اور متاخرین آئمہ کے اختلافات پائے جاتے ہیں۔بعض علماءو آئمہ معرب الفاظ کی قرآن میں موجودگی کے قائل ہیں۔

غیرعربی الفاظ کی قرآن میں موجودگی کے قائلین اوران کے دلائل

اس گروہ کا خیال ہے کہ قرآن مجید میں مختلف عجمی زبانوں کے الفاظ موجود ہیں۔ان کا موقف یہ ہے کہ قرآن مجید اگرچہ عربی زبان میں ہے مگر چند غیرعربی الفاظ کی موجودگی کی وجہ سے قرآن کے عربی ہونے پر کوئی آنچ نہیں آتی۔

اس کی مثال وہ یہ دیتے ہیں کہ اگر عربی قصیدہ میں ایک آدھ لفظ فارسی زبان کا آجائے تو اس کے باوجود وہ قصیدہ عربی ہی کہلائے گا[۶]۔

عربی زبان میں معرب مفردات کے وقوع کی ایک دلیل علماء 'عـجمه' بیان کرتے ہیں۔شوکانیؒ (م۱۲۵۵ھ) لکھتے ہیں:

قرآن مجید میں موجود بہت سے اسماء میں عجمہ منع صرف کی علل میں سے ایک علت ہے اس پر تمام اہل لغت (علمائے نحو) کا اجماع ہے[۷]۔

امام سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) عجمی زبان کے الفاظ کے قرآن میں موجود ہونے کی ایک دلیل کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ کتنی زبردست دلیل ہے کہ نبیﷺ تمام اقوام عالم کی جانب دعوت حق دینے کیلئے بھیجے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ﴾ (۸) اس واسطے ضروری تھا کہ نبی مبعوث کو جو کتاب دی جائے اس میں ہر ایک قوم کی زبان کے الفاظ موجود ہوں اور ان میں کوئی حرج نہ تھا کہ ان الفاظ کی اصل خاص اس نبی کی قوم میں بجنسہ ایک ہی رہی ہو"(۹)۔

مگر یہ استدلال درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت عامہ علی الاتفاق ان اقوام کے لئے بھی ہے جو تا قیامت پیدا ہوں گی اور ان زبانوں کے لوگوں کے لئے بھی آپ ﷺ بالاتفاق رسول ہیں جو زبانیں نزول قرآن اور بعثت محمدی کے بعد معرض وجود میں آئیں یا قیامت تک پیدا ہوں گی نیز قرآن مجید کے عربی زبان میں نازل کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی تاکہ تم سمجھو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (۱۰) (ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھ لو)۔

اب ظاہر ہے کہ یہاں ابتدائی مخاطب عربی ہی ہو سکتے ہیں جن کی زبان میں قرآن نازل کیا گیا۔ورنہ قرآن میں چند الفاظ مختلف عجمی زبانوں کے ہونے سے تو سمجھ حاصل نہیں ہوئی۔مولانا مفتی محمد شفیع مذکورہ بالا آیت کے "خلاصہ تفسیر" میں لکھتے ہیں:

ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم (اہل زبان ہونے کی وجہ سے دوسروں سے پہلے) سمجھو (پھر تمہارے واسطے سے دوسرے لوگ سمجھیں)(۱۱)۔

قرآن ساری دنیا کے لئے ہدایت کی کتاب ہے۔لیکن چونکہ اس کے اولین مخاطب اہل عرب تھے۔اس لئے ضروری تھا کہ اسے عربی زبان میں نازل کیا جاتا، تاکہ پہلے عرب اس کے مطالب کو خوب سمجھیں پھر دوسرے لوگوں تک ان لوگوں کی زبان میں اسے پہنچائیں (۱۲)۔

غیر عربی الفاظ کے قرآن میں وقوع کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ بعض الفاظ کو عرب نہیں جانتے تھے مثلاً الأب کا معنی عرب نہیں جانتے تھے (۱۳)۔

ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطابؓ منبر پر اسی آیت ﴿فَاكِهَةً وَّاَبًّا﴾ (۱۴) کی تلاوت کی پھر فرمایا: "﴿فاکھة﴾ کو تو ہم جانتے ہیں لیکن یہ ﴿اَبًّا﴾ کیا چیز ہے؟ پھر خود ہی فرماتے ہیں: اے عمر! اس تکلیف میں کیوں پڑو؟ (۱۵)

دوسری روایت میں ہے۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

میں نے عمر بن الخطابؓ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:

﴿فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا﴾ (۱۶)

آپ نے کہا: باقی سب کچھ تو ہم جانتے ہیں مگر یہ "اب" کیا ہے؟ (اس کی واضح کیفیت کیا ہے؟) پھر انہوں نے

اپنی اس لاٹھی کو زمین پر مارا جو ان کے ہاتھ میں تھی۔ پھر کہا عمر اس تکلیف میں کیوں پڑو۔ اس کتاب میں سے جو کچھ تمہارے لئے واضح ہو جائے اس کی اتباع کرو[(۱۷)]۔

لیکن درحقیقت کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہوتا جو اپنی زبان کے تمام الفاظ کو سمجھتا ہو، یہی وجہ ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا تھا: ''ولا نعلمه يحيط بجميع علمه إنسان غير نبي ''[(۱۸)] (زبان کا احاطہ نبی کے سوا کسی اور انسان سے نہیں ہوسکتا)۔

اور جہاں تک عربی زبان کا تعلق ہے تو عربی زبان ایک بے حد وسیع زبان ہے اور اس کے متعلق بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور زبان دانوں پر بھی کچھ اخفاء رہ جانا بعید از قیاس نہیں۔ چنانچہ ابن عباسؓ پر ''فاطر'' اور ''فاتح'' کے معانی پوشیدہ رہ گئے تھے[(۱۹)]۔

قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ کے وقوع کے بارے میں لکھتے ہیں:

''میں نے غیر عربی الفاظ کے کلام الٰہی میں واقع ہونے کی سب سے قوی دلیل وہ دیکھی ہے جس کو ابن جریر نے صحیح سند کے ساتھ ابی میسرۃ (جلیل القدر تابعی) سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''قرآن میں ہر ایک زبان کے الفاظ ہیں'' اور میں اسی قول کو پسند کرتا ہوں پھر ایسا ہی قول سعید بن جبیر اور وہب بن منبہ سے بھی روایت کیا جاتا ہے اور ان تمام اقوال سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ قرآن میں ان الفاظ کے واقع ہونے کی حکمت اس کا علوم اولین وآخرین پر حاوی اور ہر شے کی پیشنگوئی اور خبر دہی کا جامع ہونا ہے لہٰذا ضروری تھا کہ اس میں اقسام لغت اور زبانوں کی طرف بھی اشارہ کیا جاتا اور اس طرح پر قرآن کا ہر شے پر محیط ہونا حد کمال کو پہنچا دیا جاتا۔ چنانچہ اسی لحاظ سے قرآن میں تمام دنیا کی زبانوں سے چوٹی کے شیریں ترین، بے حد ہلکے اور عرب کے کلام میں بکثرت استعمال ہونے والے چٹکلے لئے گئے ہیں۔ میں نے ابن النقیب کی تصریح بھی اپنے اسی مذکورہ بالا قول کی موید دیکھی۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

''دیگر کتب آسمانی اور منزل من اللہ کتابوں پر قرآن کو ایک یہ خصوصیت حاصل ہے کہ دوسری کتابیں جن قوموں کی زبانوں میں نازل کی گئیں ان کی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان کا اس میں ایک لفظ بھی نہیں آیا مگر قرآن تمام قبائل عرب کی زبان پر شامل ہونے کے علاوہ بہت سے الفاظ رومی، فارسی اور حبشی وغیرہ زبانوں کے بھی اپنے اندر موجود رکھتا ہے''[(۲۰)]۔

معرب الفاظ کے مفردات قرآن میں آنے کی ایک بڑی وجہ اس موقف کے قائلین یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جن عجمی الفاظ کو قرآن میں استعمال کیا گیا ہے ان الفاظ سے بڑھ کر کوئی دوسرا لفظ فصیح نہیں ہوسکتا تھا۔ اسی چیز کو سیوطی نے اپنے موقف کی تائید کے طور پر بیان کیا ہے، لکھتے ہیں: ''میں نے دیکھا کہ الخوینی قرآن میں معرب الفاظ آنے کا ایک اور فائدہ بھی

بیان کرتا ہے۔وہ کہتا ہے''اگر کوئی کہے کہ''استبرق'' عربی زبان کا لفظ نہیں ہے اور غیر عربی لفظ عربی لفظ کے مقابلہ میں فصاحت و بلاغت کی حیثیت سے کم ہوتا ہے۔تو میں اس کا جواب یوں دیتا ہوں اگر تمام دنیا کے فصیح اور زبان آور لوگ متفق ہوکر چاہیں کہ اس لفظ کو ہٹا کر اس کی جگہ دوسرا ایسا ہی فصیح و بلیغ لفظ لے آئیں تو میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کبھی اپنے اس ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکیں گے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اطاعت اور فرمانبرداری پر آمادہ بناتے وقت اگر ان کو دل خوش کن وعدوں سے توقع نہ بندھائے اور سخت ترین عذاب کی دھمکیوں سے ڈرائے اور دھڑکا نہ دے تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ جوش دلانا حکمت کی بنا پر نہ ہوگا، لہٰذا فصاحت کا خیال رکھتے ہوئے وعدہ اور وعید کا لانا ضروری ہے۔اب دیکھنا یہ چاہئے کہ وہ کون سے وعدے ہیں جن کو عقلمند لوگ پسند کرتے ہیں ان کے توقع میں امرونہی کی تکلیف برداشت کر سکتے ہیں؟

یہ وعدہ چار باتوں میں منحصر ہے اچھے مکانات، لطیف غذائیں، خوشگوار پینے کی چیزیں۔اعلیٰ درجہ کے زرق برق اور بیش بہا کپڑے اور پھر حسین اور عصمت مآب عورتیں یا اسی طرح کی دوسری باتوں کا درجہ ہے جو مختلف طبائع کو پسند ہوتی ہیں۔اس لئے کہ اچھے اور خوش فضا مکانوں کا ذکر کرنا اور ان کے عطا کرنے کا وعدہ فرمانا فصیح شخص کے خیال میں ایک لازمی امر ہے۔اگر وہ اس وعدہ کو ترک کر دے تو جس شخص کو عبادت کا حکم دیا جاتا ہے اور اس کے صلہ میں اس سے لطیف غذائیں اور خوشگوار پینے کی چیزیں عطا کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ کہہ سکے گا کہ کھانے پینے کا مزہ وہاں مل سکتا ہے جہاں خوشنما عمارت ہو، پرفضا باغ ہو، ایسا مکان ہو اور اس طرح کی روح پرور ہوائیں چل رہی ہوں ورنہ کسی قید خانہ یا ہوا کے مقام میں نعمت الوان کا ملنا اور زہر کا گھونٹ پینا دونوں باتیں برابر ہیں۔غرضیکہ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا ذکر فرمایا اور وہاں اچھے اچھے مکانوں اور باغوں کے عطا کرنے کا وعدہ کیا چونکہ یہ بھی مناسب تھا کہ لباس کی قسم سے اعلیٰ درجہ کی چیز کا ذکر کیا جائے اس واسطے دنیا کا بہترین اور سب سے بڑھ کر نفیس کپڑا حریر (ریشمی کپڑا) مذکور ہوا کیونکہ سونے چاندی کا کپڑا بنا نہیں جاتا اور اس کے ماسوا حریر کے علاوہ دوسری قسم کے کپڑوں میں دبازت اور وزن کی کوئی تعریف نہیں تصور ہوتی بلکہ بسا اوقات ہلکے اور باریک کپڑوں کی قیمت موٹے اور وزنی کپڑوں سے زائد قرار دی جاتی ہے مگر حریر میں جس قدر دبازت اور سنگینی پائی جائے اسی قدر وہ بیش بہا اور عمدہ مانا جاتا ہے۔

بدیں وجہ خود بیان مقرر کا فرض تھا کہ وہ دبیز اور سنگین ریشمی کپڑے کا ذکر کرے تا کہ لوگوں کو شوق دلائے اور امر حق کی طرف بلانے میں کوئی قصور نہ واقع ہوسکتا۔پھر یہ بات بھی ہے کہ اس واجب الذکر شے کا بیان یا تو اسی ایک لفظ کے ذریعے ہوگا جو اس کے لئے صریحا موضوع ہے اور یا کنایۃ دوسرے لفظوں میں اس کا بیان کیا جائے گا لیکن اس میں شک نہیں کہ ایک ہی صریح لفظ کے ذریعہ سے اس کا ذکر کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں اختصار کلام کے علاوہ سمجھ میں آنے کا

بھی پورا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے اور یہ لفظ ''استبـرق'' تھا چنانچہ اگر فصیح اس لفظ کو ترک کر کے اس کی جگہ کوئی اور دوسرا لفظ لانے کی آرزو کرتا تو وہ کبھی اس ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکتا کیونکہ اس کی جگہ پر قائم ہونے والا یا تو ایک ہی لفظ ہوسکتا ہے یا متعدد الفاظ اور کسی عربی شخص کو استبرق کے معنوں پر دلالت کرنے والا اپنی زبان کا ایک لفظ مل ہی نہیں سکتا اس لئے کہ ریشمی کپڑوں کا استعمال اہل عرب نے فارس والوں سے معلوم کیا خود ان کے ملک میں نہ یہ کپڑا بنتا تھا اور نہ عربی زبان میں دیبزاور غفص پارچہ دیبا کے لئے کوئی نام وضع کیا گیا تھا۔ ہاں انہوں نے اہل عجم کی زبان سے اس کپڑے کا جو نام سنا اسی کے تلفظ کو اپنی زبان کے ڈھنگ پر لا کر اسے استعمال کرلیا اور اس ملک عرب میں کمیاب اور نادر الوجود کپڑے کے لئے خاص لفظ وضع کرنے سے بے پرواہ ہوگئے۔ لیکن اگر اس معنی کو ایک سے زائد دو یا کئی ایک لفظوں کے ساتھ ادا کیا جائے تو اس سے بلاغت میں خلل پڑتا ہے اس لئے کہ جس معنی کو ایک ہی لفظ کے ذریعہ ادا کرسکنا ممکن ہو اس کو خواہ مخواہ دو لفظوں میں بیان کرنا بے کار کی طوالت تھی اور یہ امر بلاغت کے اصول سے خارج ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا دلائل اور بیانات سے ثابت ہوگیا کہ ایک فصیح شخص کے لئے موقع ومحل پر لفظ ''استبرق'' کا بولنا ضروری ہے اور اس کو اس کا قائم مقام دوسرا لفظ مل نہیں سکتا اور اس سے بڑھ کر کیا فصاحت ہوسکتی ہے کہ دوسرا اس کا نظیر لفظ ہی نہ مل سکے''[۲۱]۔

لغت حجاز کے علاوہ دیگر عربی لغات کے جو الفاظ قرآن مجید میں آئے ہیں ان کو مختلف علماء نے اپنی کتب میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے اسی طرح معرب مفردات کی بھی علماء نے نشاندہی کی ہے بلکہ جلال الدین سیوطی نے تو ان معرب مفردات کو حروف تہجی کی ترتیب سے الاتقان میں جمع بھی کیا ہے جبکہ لغت حجاز میں باقی عربی لغات کے الفاظ کو کو حروف تہجی (مادہ کے اعتبار سے) کی ترتیب سے ذیل میں ملخصاً بیان کیا جارہا ہے۔ نیز متعلقہ آیات کا حوالہ بھی ساتھ ہی دے دیا گیا ہے۔ جو الفاظ ایک سے زیادہ مرتبہ قرآن میں آئے ہیں ان کے ایک دو حوالوں پر ہی اکتفا کیا ہے۔

قرآن میں حجاز کی زبان کے سوا دوسری عربی لغات کے الفاظ درجِ ذیل ہیں:

ا

مآرب	۱۸:۲۰	حاجات	الأرآئك	۵۶:۳۶	دلہن کا قبہ یا کمرہ
امد	۳۰:۳	بھول چوک	أمة	۹۲:۱۶	صدی
إمام	۷۱:۱۷	کتاب	انآء الليل	۹:۳۹	رات کی ساعتیں

ب

لا تبتئس	۳۶:۱۱	غم نہ کر	بئيس	۱۶۵:۷	شدید
ببدنك	۹۲:۱۰	تیری زرہ کے ساتھ	المبذرين	۲۷:۱۷	فضول خرچ

بردا ۲۴:۷۸ نیند — بست ۵:۵۶ پارہ پارہ ہوجائے

بعل ۱۲۵:۳۷ رب — بغیا ۱۷:۴۵ حسد سے

مبلسون ۴۴:۶ ناامید لوگ — بآءو ۹۰:۲ مستوجب ہوئے

ت

تبرنا ۳۹:۲۵ ہم نے ہلاک کردیا — تارۃ ۵۵:۲۰ ایک بار

ث

ثاقب ۳:۸۶ چمکدار

ج

بجبار ۴۵:۵۰ مسلط صاحب حکومت — الاجداث ۷:۵۴ قبریں

جامدۃ ۸۸:۲۷ غبار آلود — جناح ۲۴:۱۷ ہاتھ

فجاسوا خلال الدیار ۵:۱۷ گلی کوچوں کو چھان ڈالا، ہر جگہ پھیل گئے

ح

تحبرون ۷۰:۴۳ تم آرام پاتے ہو — الحبك ۷:۵۱ راستے

حدب ۹۶:۲۱ جانب — حرج ۲:۷ تنگی

حرض ۶۵:۷ برانگیختہ کر — حسبان ۴۰:۱۸ ٹھنڈک

محسور ۲۹:۱۷ الگ تھلگ — محشورۃ ۱۹:۳۷ جمع کی گئی

حصرت ۹۰:۴ تنگ ہوگئے — حضرۃ ۷۲:۱۶ خدام

حقبا ۶۰:۱۸ ایک زمانہ تک — الاحقاف ۲۱:۴۶ ریگزار

لأحتنکن ۶۲:۱۷ میں ضرور جڑ سے کھود پھینکوں گا

خ

خبالا ۱۱۸:۳ گمراہی سے — ختار ۳۲:۳۱ فریبی

خرجا ۹۴:۱۸ محصول، لگان — الخراصون ۱۰:۵۱ سخت جھوٹے لوگ

الخرطوم ۱۶:۶۸ سونڈ — اخسئوا ۱۰۸:۲۳ نقصان اٹھاؤ

خاسئین ۶۵:۲ ذلیل، سرنگوں — الخاسرون ۱۲۱_۲۷:۲ ضائع کرنے والے

لا خلاق	٧٧:٣	حصہ نہیں ملا	الخلال	٣١:١٤	ابر
خمرا	٣٦:١٢	انگور	خيرا	١٨٠:٢	مال

د

دأب	٥٤ـ٥٢:٨	ملتے جلتے	دحورا	٩:٣٧	دھتکار دیئے جانے کے طور پر
مدرارا	٦:٦	لگا تار	دسر	١٣:٥٤	کیلیں
دلوك الشمس	٧٨:١٧	زوال آفتاب	دمرنا	١٣٧:٧	ہم نے ہلاک کردیا
مدينين	٨٦:٥٦	جن سے حساب لیا جائے			

ذ

ذنوبا	٥٩:٥١	عذاب

ر

ربيون	١٤٦:٣	نامور لوگ	رابية	١٠:٦٩	سخت
رجزا	٥٩:٢	عذاب	رجما	٢٢:١٨	گمان سے
رجيم	١٧:١٥	ملعون	يرجو	١١٠:١٨	خوف کھاتا ہے
مرجوا	٦٢:١١	حقیر، کم رو	ارجآء	١٧:٦٩	اطراف
اراذلنا	٢٧:١١	ہمارے یہاں کے کمینے	الرس	١٢:٥٠	کنواں
رغدا	١١٢:١٦	سرسبز وسیر حاصل	مراغما	١٠٠:٤	کشادہ، چوڑ چکلا
الرفث	١٨٧:٢	جماع	تركنوا	١١٣:١١	تم میلان کرو
الريحان	١٢:٥٥	رزق	الرهب	٣٢:٢٨	ڈر
ريع	١٢٨:٢٦	طریق			

ز

زيلنا	٢٨:١٠	ہم نے تمیز دی، فرق بتایا

س

يسٓ	١:٣٦	اے انسان	اسفارا	٥:٦٢	کتب
مسطورا	٥٨:١٧	لکھا ہوا	مسغبة	١٤:٩٠	بھوک
سفه	١٣٠:٢	خسارہ میں ڈالا	سفاهة	٦٧ـ٦٦:٧	جنون
السفهاء	١٤٢،١٣:٢	جاہل لوگ	السقاية	٧٠:١٢	پانی پینے کا برتن
سامدون	٦١:٥٣	گانا گانے والے	مسنون	٢٦:١٥، ٢٨، ٣٣	بدبودار، جس میں سڑ جانے کی بو آنے لگے

سیئ بھم ۱۱:۷۷ ان کو مجبور کیا
تسیمون ۱۶:۱۰ تم چراتے ہو
سور ۵۷:۱۳ دیوار
السآئحون ۹:۱۱۲ روزہ رکھنے والے

ش

شرد ۸:۵۷ نشان عبرت بنادو
شروا ۱۲:۲۰ خرید وفروخت کی
شططا ۷۲:۴ جھوٹ
شاکلة ۱۷:۸۴ کنارہ
شوبا ۳۷:۶۷ مرکب
شرذمة ۲۶:۵۴ ٹکڑی، گروہ
شطر ۲:۱۴۴، ۱۴۹، ۱۵۰ جانب
شقاق ۴۱:۵۲ گمراہی
اشمازت ۳۹:۴۵ اسکی طرف سے ہٹ گئی

ص

الصرح ۲۷:۴۴ گھر
صغت ۶۶:۴ جھکی
حیث أصاب ۳۸:۳۶ جدھر کا ارادہ کیا
صواع ۱۲:۷۲ چینی کی چھوٹی پیالی
الصاعقة ۲:۵۵ موت
صلداً ۲:۲۶۴ گردوغبار کے بغیر
الصور ۳۶:۵۱ سینگ۔نرسنگھا
صیاصی ۳۳:۲۶ قلعے

ط

طفقا ۲۰:۱۲۱ ان دونوں نے ارادہ کیا
طآئف ۷:۲۰۱ بھڑکاوا
أطوارا ۷۱:۱۴ رنگ برنگ
طائرہ ۱۷:۱۳ اس کا اعمال نامہ

ظ

بظاهر من القول ۱۳:۳۳ جھوٹ بات کے ساتھ

ع

عتیا ۱۹:۸ کمزوری
معجزین ۱۱:۲۰ اگلے لوگ
یعزب ۱۰:۶۱ پوشیدہ رہتا ہے
عصیب ۱۱:۷۷ شدید
العقود ۵:۱ معاہدات
تعلن ۱۷:۴ ضرور زبردستی کرو
تعولوا ۴:۳ حق سے تجاوز کرو
عثر ۵:۱۰۷ مطلع ہوا
معاذیر ۷۵:۱۵ پردے
عزموا الطلاق میں عزموا ۲:۲۲۷ ثابت کردی، دے دی
العضل ۴:۱۹ گرفتاری
معکوفا ۴۸:۲۵ محبوس
العنت ۴:۲۵ گناہ
عیلة ۹:۲۸ فاقہ

العیناء سفید

غ

غراما	۶۵:۲۵	آزمائش	غسلین	۳۶:۶۹	انتہائی درجہ حرارت پر کھولتا ہوا پانی
اغطش	۲۹:۷۹	تاریک ہوئی رات	لا تغلوا	۷۷:۵	زیادتی نہ کرو

ف

یفتننکم	۲۷:۷	تم کو ضرور گمراہ کردیں گے	فجاجا	۲۰:۷۱	راستے
فجوۃ	۱۷:۱۸	ایک کنارہ	فافرق	۲۵:۵	فیصلہ کردے
فرقان	۲۹:۸	نکلنے کی جگہ	تفشلا	۱۲۲:۳	دونوں بزدل بنو
ینفضوا	۶۳:۷	چلے جائیں	الافضاء (أفضی)	۲۱:۴	جماع
تفندون	۹۴:۱۲	تم ہنسی اڑاتے ہو	تفاوت	۳:۶۷	عیب
فور	۱۲۵:۳	قصد	افیضوا	۱۹۹:۲	چل پڑو

ق

قبیلا	۹۲:۱۷	ظاہر ظہور	واقصد في مشیك	۱۹:۳۱	تیزی سے چل
القطر	۱۲:۳۴	تانبا	مقیتًا	۸۵:۴	صاحب قدرت

ک

الکاظمین	۱۳۴:۳	تکلیف میں مبتلا رنجیدہ لوگ	کل	۷۶:۱۶	بوجھ
کنود	۶:۱۰۰	ناشکرا			

ل

ملتحدا	۲۲:۷۲	ملجا	لغوب	۳۸:۵۰	تھکن
لفیفا	۱۰۴:۱۷	سب کے سب اکٹھے ہوکر	لواحۃ	۲۹:۷۴	نہایت سوختہ کردینے والی
لواردنا ان نتخذ لھوا میں لھوا	۱۷:۲۱	عورت	لا یلتکم	۱۴:۴۹	تم کو ناقص نہ کرے گا، کمی نہ کرے گا
لینۃ	۵:۵۹	کھجور کا درخت			

م

مریج	۵:۵۰	پراگندہ	المرجان	۵۸،۲۲:۵۵	چھوٹے چھوٹے موتی
مرض	۳۲:۳۳	زنا	املاق	۱۵۱:۶	بھوک
وجعلنکم ملوکا میں ملوکا	۲۰:۵	آزاد	تمیلوا میلا عظیما	۲۷:۴	کھلی کھلی غلطی کرنا

ن

نحلة	۴:۴	فریضہ	منسأة	۱۴:۳۴	لاٹھی
ینسلون	۹۶:۲۱	نکلتے ہیں	ینعق	۱۷۱:۲	شور کرتا ہے
ینغضون	۵۱:۱۷	جنبش دیتے ہیں	انفروا	۳۸:۹،۴۱	جنگ کے لئے نکلو
نفقا	۳۵:۶	سرنگ	نقبوا	۳۶:۵۰	بھاگ نکلے
أنکرالاصوات	۱۹:۳۱	بدترین آواز	نکص	۴۹:۸	رجوع کیا

و

موئلا	۵۸:۱۸	جائے پناہ	وبیلا	۱۶:۷۳	شدید
یترکم	۳۵:۴۷	تم کو ناقص کردے	واجفة	۸:۷۹	ڈری ہوئی
ودق	۴۳:۲۴	بارش	وزر	۱۶۴:۶	پوتا
لا وزر	۱۱:۷۵	کوئی چارہ نہیں	لاشية	۷۱:۲	کوئی وضاحت نہیں
الوصید	۱۱:۷۵	گھر کے سامنے کا یا اس کے اطراف کا صحن یا چھوٹی ہوئی زمین			
اقتت	۱۱:۷۷	جمع کئے گئے	ولیجة	۱۶:۹	ہمراز

ہ

یھجعون	۱۷:۵۱	سونے میں	ھضما	۱۱۲:۲۰	اَزروئے نقص
ھلوعا	۱۹:۷۰	گھبرا اٹھنے والا			

ی

أفلم ییأس ۳۱:۱۳ کیا نہیں جانا (۲۳)

ان ایک سو اٹھاسی (۱۸۸) الفاظ میں سے زیادہ تر الفاظ کنانہ، ھذیل، حمیر، جرھم اور ازدشنوءۃ کی لغات کے ہیں۔ باقی الفاظ اہل یمن کی لغت، طی، ھوازن، قبیلہ نخع، عمان، بنی عبس، خثعم، قیس غیلان، بنوسعد العشیر ۃ، کندہ، عذرہ، حضرموت، غسان، مزنیہ، لخم، جذام، بنی حنیفہ، یمامہ، سبا، سلیم، عمارۃ، خزاعۃ، تمیم، انمار، اشعریین، اوس، خزرج، مدین، بلی، ہمدان، بنونصر بن معاویہ، ثقیف اور عک کی لغات کے ہیں (۲۴)۔

سیوطی اور ان کے ہمنوا علماء جو قرآن میں عجمی الفاظ کے وقوع کے قائل ہیں ان کے دلائل میں صحابہ اور ائمہ دین کے وہ اقوال بھی ہیں جن کو محدثین نے کتب حدیث کے ابواب التفسیر میں ذکر کیا ہے، کیونکہ ان میں بعض قرآنی الفاظ کو عجمی زبانوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ذیل میں صحیح بخاری سے چند مثالیں بیان کی جارہی ہیں، ان الفاظ میں سے ایک لفظ ''الجبت'' ہے جس سے متعلق عکرمہؒ نے فرمایا کہ یہ حبشی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں (۲۵)۔

فضیل بن عیاض کہتے ہیں ''متکأ'' حبشی زبان میں ترنج کو کہتے ہیں۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں ''صواع'' ایک ماپ ہے جس کو ملوک فارسی بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک گلاس کی طرح کا ہوتا ہے جس کے دونوں کنارے مل جاتے ہیں۔ عجم کے لوگ اس میں پانی پیا کرتے ہیں (۲۶)۔ امام مجاہد کہتے ہیں: سریانی زبان میں پہاڑ کو "الطور" کہتے ہیں (۲۷)۔ سعید بن جبیر اور ضحاک بن مزاحم کہتے ہیں: حبشی زبان میں "طہ" کا معنی: ''اے مرد!'' ہے (۲۸)۔ عکرمہ کہتے ہیں: ''هیت لك'' کا حورانی زبان میں معنی ہے ''آجا'' (۲۹) ''المشکوٰۃ'' کا معنی طاقچہ ہے اس لفظ کو سعد بن عباس یمانی نے حبشی زبان کا لفظ قرار دیا ہے (۳۰)۔ "قسطاس" کے بارے میں مجاہد بن جبر تابعی کہتے ہیں کہ رومی زبان میں عدل کو "قسطاس" کہتے ہیں (۳۱)۔

سیوطیؒ لکھتے ہیں:

''جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے بعض قرآنی الفاظ کی تفسیر میں اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے ان پر غیر عربی الفاظ ہونے کا اطلاق کیا ہے...... اس سلسلے میں تاج الدین سبکی (ت ۷۷۱ھ) نے ستائیس الفاظ کو اپنے اشعار میں جمع کیا ہے۔ جن پر حافظ ابوالفضل ابن حجر نے چند اشعار اور بڑھائے جن میں چوبیس نئے الفاظ نظم کئے تھے'' (۳۲)۔

جلال الدین سیوطی نے ان الفاظ کے علاوہ ساٹھ سے زائد الفاظ کو نظم کیا اس طرح ان معرب الفاظ کی تعداد سو سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ سیوطی نے ان الفاظ کو حروف تہجی کی ترتیب سے بیان کیا ہے۔ یہ معرب الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

اَبَـارِيـقَ، اَبٌّ، اَبْـلَعِيُ، اَخْلَدَ، اَلْاَرَآئِكِ، ازَرَ، اَسْبَاطٌ، اِسْتَبْرَقٍ، اَسْفَار، إِصْرِىُ، اَكْوَاب، إل، اَلِيْمٌ، إِنَاهُ، اَوَّاهُ، اَوَّابٌ، اَلْاُوْلـى، بَطَـآئِـنُهَا، بَعِيرٌ، بِيَعٌ، تَنُّورُ، تَتْبِيرًا، تَحْتَ، اَلْجِبْتُ، جَهَنَّمُ، حُرِّمَ، حَصَبُ، حِطَّةٌ، حَوَارِيُّوْنَ، حُـوْبٌ، دَرَسْـتَ، دُرِّيٌّ، دِيْنَارٌ، رَاعِنَا، رَبَانِيُّوْنَ، رِبِّيُّوْنَ، اَلرَّحْمٰنُ، اَلرَّسُّ، اَلرَّقِيْمُ، رَمْزًا، رَهْوًا، اَلرُّوْمُ، زَنْجَبِيْلَ، اَلسِّـجِلِّ، سِـجِّيْـلٌ، سِـجِّيْنٌ، سَرَادِقَ، سَرِيًّا، سَفَرَةٌ، سَقَرَ، سُجَّدًا، سِكِرًا، سَلْسَبِيْل، سَنَا، سُنْدُسٍ، سَيِّدَهَا، سِيْـنِيْـنَ، سَيْـنَـآءَ، شَـطْـرًا، شَهْـرٌ، اَلـصِّرَاط، صُرْهُنَّ، صَلَوَاتٌ، طٰهٰ، اَلطَّاغُوْتُ، طَفِقَا، طُوْبٰى، طُوْرٌ، طُوًى، عَبَّـدْتَّ، عَـدْن، اَلْعَرِم، غَسَّاق، غِيْضَ، فِرْدَوْس، فُوْم، قَرَاطِيْسَ، قِسْط، قِسْطَاس، قَسْوَرَةٌ، قِطَّنَا، قُفْل، قُمَّل، قِـنْـطَـارَ، قَيُّوْم، كَافُوْر، كَفِّرْ، كِفْلَيْنِ، كَنْزٌ، كُوِّرَتُ، لِيْنَةٍ، مُتَّكَأً، مَجُوْس، مَرْجَان، مِسْك، مِشْكَاة، مَقَالِيْدَ، مَـرْقُـوْم، مُـزْجَـاةٌ، مَـلَكُوْت، مَنَاص، مِنْسَأَة، مُنْفَطِرٌ، مُهْل، نَاشِئَةَ، نٓ، هُدْنَا، هُوْد، هَوْن، هَيْتَ لَكَ، وَرَآءَ، وَرْدَةٌ، وَزَر، يَاقُوْت، يَحُوْر، يٰسٓ، يَصِدُّوْنَ، يُصْهَرُ، اَلْيَمُّ، اَلْيَهُوْدُ (۳۳)۔

استدراکات

ان الفاظ کو جو دوسری زبانوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے تو اس سے اکثر الفاظ کی بابت یہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید (یا عربی زبان) کے یہ الفاظ دیگر زبانوں میں بھی انہی معانی میں استعمال ہوتے ہیں جن معانی کے لئے قرآن کریم (یا عربی زبان) استعمال ہوئے ہیں جیسے ہماری اردو زبان میں اگر کوئی لفظ اسی معنیٰ میں استعمال ہو جس معنیٰ میں قرآنِ مجید میں استعمال ہوا ہو تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ لفظ عربی زبان کا نہیں۔ کوئی بھی ایسی زبان جس سے انسان ابتداء میں واقف نہ ہو تو اس کو وہ زبان سکھانے کے لئے اگر اسی کی زبان کی مثالیں اسے دی جائیں جس کو وہ جانتا ہے تو دوسری زبان سمجھنا اس کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ تمام استعمالات اور اشتقاقات میں مکمل مطابقت موجود ہو۔ نیز علامہ سیوطیؒ نے جن الفاظ کو عجمی الفاظ قرار دیا ہے ان کے بارے میں یہ نہیں کہا گیا کہ یہ عربوں کا کلام نہ تھے اور یہ کہ نہ عرب ان سے واقف تھے (۳۴)۔

مذکورہ بالا فہرست میں بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جن کے اشتقاقات نہ صرف عربی زبان بلکہ قرآنِ مجید میں بھی بکثرت مستعمل ہیں مثلاً لفظ ''ناشئة'' اس لفظ کو اس لئے حبشی زبان کا لفظ قرار دیا گیا ہے کہ یہ حبشی زبان میں اٹھنے اور کھڑے ہونے کا مفہوم ادا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ''ناشئة'' کے دیگر اشتقاقات ملاحظہ کرنے سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ لفظ فصیح عربی زبان کا ہے۔ یہ مشتقات ''ناشئة'' کے عربی ہونے کی بیّن دلیل ہیں۔ ن ش أ مادہ (Root) سے بننے والے اٹھائیس الفاظ اٹھنے، اٹھانے، کھڑے ہونے، کھڑے کرنے، زندہ کرنے وغیرہ کے معنیٰ میں قرآن مجید میں آئے ہیں۔ آیاتِ قرآنیہ میں آنے والے چند الفاظ ملاحظہ ہوں: ﴿اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ وَ یَسۡتَخۡلِفۡ مِنۡۢ بَعۡدِكُمۡ مَّا یَشَآءُ كَمَاۤ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنۡ ذُرِّیَّةِ قَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ﴾ (۳۵)، ﴿هُوَ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَاسۡتَعۡمَرَكُمۡ فِیۡهَا﴾ (۳۶)، ﴿وَكَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡیَةٍ كَانَتۡ ظَالِمَةً وَّ اَنۡشَاۡنَا بَعۡدَهَا قَوۡمًا اٰخَرِیۡنَ﴾ (۳۷)، ﴿وَ اَنَّ عَلَیۡهِ النَّشۡاَةَ الۡاُخۡرٰی﴾ (۳۸)، ﴿وَ لَهُ الۡجَوَارِ الۡمُنۡشَئٰتُ فِی الۡبَحۡرِ كَالۡاَعۡلَامِ﴾ (۳۹)،(۴۰)۔

علامہ سیوطی نے جن الفاظ کو عجمی الاصل قرار دیا ہے ان میں سے کئی الفاظ ایسے ہیں جن کے عربی الاصل ہونے کی وضاحت صحابہ کرام اور آئمہ دین سے منقول ہے۔ مثلاً ''قسورة'' کے بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''الاسد و كل شديد قسورة'' (۴۱) (شیر نیز ہر سخت اور زور آور چیز کو قسورۃ کہتے ہیں)۔ عمر بن شرحبیل کہتے ہیں: یمن والوں کی زبان میں ''عرم'' بند کو کہتے ہیں (۴۲)۔ سخت زور کی بارش کو بھی ''العرم'' کہتے ہیں (۴۳)۔ یہاں ''عرم'' کو یمن کی بولی میں بند (Dam) قرار دیا گیا۔ اہلِ یمن کی بولی ظاہر ہے عجمی نہیں بلکہ عربی ہی ہے۔ علامہ سیوطیؒ

نے بھی نوع ۳۷: ''فیما وقع فیه بغیر لغة الحجاز'' میں جا بجا اہلِ یمن کی لغت کے حوالے دیے ہیں۔

علامہ سیوطیؒ نے قرآنی الفاظ کو عجمی قرار دینے میں مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے ورنہ موصوف نے جن الفاظ کو عجمی گردانا ہے ان میں سے کئی الفاظ کا عربی ہونا انہوں نے خود نقل کیا ہے، جیسا اس جدول سے ظاہر ہے جس میں علامہ سیوطی لغتِ حجاز کے علاوہ دیگر زبانوں کے الفاظ جمع کیے ہیں (ان کا ذکر چند صفحات پیچھے گزرا ہے)۔ کچھ الفاظ درجِ ذیل ہیں:

الْأَرَآئِكَ، رِبِّيُّونَ، اَلرَّسِّ، أَسْفَارًا، طَفِقَا، الْعَرِمِ، لِيُنَةٌ، مَرْجَان، مِنْسَأَةَ، اور وَزَر۔

حروفِ مقطعات: طٰہٰ، نٓ، اور یٰسٓ کو بھی علامہ سیوطی نے عجمی الفاظ قرار دیا ہے حالانکہ ان کے عجمی ہونے کی کوئی دلیل نہیں سوائے اس کے یہ حروف حبشی، فارسی، اور نبطی زبانوں میں ایسے معانی کے متحمل ہیں جو عوام الناس کے نزدیک واضح مفہوم رکھتے ہیں ورنہ اس بات پر مفسرین کا اتفاق ہے کہ حروفِ مقطعات کا ترجمہ اور حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

قرآن میں عجمی الفاظ کی موجودگی کے منکرین اور ان کے دلائل

اکثر آئمہ کا موقف ہے کہ قرآن مجید میں عجمی الفاظ موجود نہیں ہیں۔ ان آئمہ میں امام شافعی، ابنِ جریر، ابوعبیدہ، قاضی ابوبکر اور ابنِ فارس رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ اس موقف کے حاملین کا استدلال ان آیاتِ کریمہ سے ہے جن میں قرآن مجید کو عربی کہا گیا ہے اور عجمی ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے درجِ ذیل آیاتِ کریمہ سے استدلال کیا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِکَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ﴾ (۴۴)

(یہ (قرآن) پروردگارِ عالم کا اتارا ہوا ہے، اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے، تمہارے دل پر (القاء کیا) تاکہ نصیحت کرتے رہو، فصیح عربی زبان میں)۔

اور فرمایا: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ﴾ (۴۵) (اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان نازل کیا ہے)۔

اور فرمایا: ﴿وَ كَذٰلِکَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْکَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا ﴾ (۴۶) (اور اسی طرح تمہارے پاس قرآن عربی بھیجا ہے تاکہ تو بڑی بستی (مکہ مکرمہ) کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اس کے اردگرد رہتے ہیں

ان کوڈراؤ(راستہ دکھاؤ))۔
اورفرمایا:﴿ حٰمٓ وَ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا ﴾(۴۷)(حم کتاب روشن کی قسم کہ ہم نے اس قرآن کوعربی بنایا ہے)۔
اورفرمایا:﴿ قُراٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ﴾(۴۸)((یہ)قرآن عربی(ہے) جس میں کوئی عیب نہیں تاکہ وہ ڈرجائیں)۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
مذکورہ بالا ہر آیت میں اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہوجاتی ہے کہ اس کی کتاب عربی میں ہے(۴۹)۔
وہ آیات جن میں قرآن کے عربی ہونے کا ذکر ہے مذکورہ بالا آیات کے علاوہ درج ذیل ہیں:
ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ﴾ (۵۰) (اور یہ صاف عربی زبان ہے)۔
ارشاد الٰہی ہے:﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾(۵۱)۔(ہم نے اس قرآن کوعربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ سکو)۔
اورفرمایا:﴿وَ کَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا ﴾(۵۲)(اوراسی طرح ہم نے اس کوعربی قرآن(کے طور پر)نازل کیا ہے)۔
نیزفرمایا:﴿کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ﴾(۵۳) (اس کتاب کی آیات واضح ہیں(یعنی) قرآن عربی ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں)۔
﴿وَ مِنْ قَبْلِهٖ کِتٰبُ مُوْسٰٓی اِمَامًا وَّ رَحْمَةً وَ هٰذَا کِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا﴾(۵۴)(اوراس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت تھی اور یہ کتاب عربی زبان میں ہے اسی کی تصدیق کرنے والی)۔
القران عربی کے الفاظ بعض احادیث مبارکہ میں بھی موجود ہیں(۵۵)۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:(قرآن کے عربی ہونے کی)اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی دو آیات میں اس سے بھی زیادہ تاکید کی۔اس نے قرآن کے عربی ہونے کے علاوہ اس کے کسی اور زبان میں ہونے کی نفی کی ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:
﴿وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ

مُّبِيۡنٌ ﴾ (۵۶) (اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو ایک شخص سکھا جاتا ہے مگر جس کی طرف (تعلیم) کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے)۔

اور فرمایا: ﴿وَ لَوۡ جَعَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِيًّا لَّقَالُوۡا لَوۡ لَا فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ ءَاَعۡجَمِىٌّ وَّ عَرَبِىٌّ﴾ (۵۷) (اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں) (نازل) کرتے تو یہ کہتے اس کی آیات (ہماری زبان میں) کیوں کھول کر بیان نہیں کی گئیں، قرآن عجمی اور رسول عربی؟ (یہ کیا بات ہوئی؟) (۵۸)۔

سوامی دیانند (بانی آریہ سماج) نے قرآن کے عربی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ) طرف داری کرنے والا قرار دیا۔ مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے الزامی اور پھر آخر الذکر آیتِ کی روشنی میں تحقیقی جواب لکھا۔ سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا تھا:

''جس کتاب میں طرف داری کی باتیں پائی جائیں وہ کتاب خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہوسکتی۔ مثلاً عربی زبان میں نازل کرنے سے عرب والوں کو اس کا پڑھنا سہل اور دوسری زبان بولنے والوں کو مشکل ہو جاتا ہے اس سے خدا طرف دار ٹھہرتا ہے۔ اور جس طرح کہ خدا نے کل دنیا کے رہنے والے آدمیوں پر نظر انصاف سے سب ملکوں کی زبانوں سے نرالی سنسکرت زبان میں جو کہ سب ملک والوں کے لئے یکساں محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ ویدوں کو نازل کیا ہے۔ ایسی ہی زبان میں اگر نازل کرتا تو یہ نقص عائد نہ ہوتا۔ اس کے جواب میں مولانا ثناء اللہ نے لکھا: ''سوامی جی! جس طرح وید آپ کے ملہموں کو بتلائے گئے تھے اسی طرح قرآن بھی مسلمانوں کو سکھایا گیا ذرا مذکورہ بالا منتروں پر غور کیجئے۔ بیشک جس کتاب میں طرفداری کی باتیں ہوں وہ خدا کی نہیں ہوتی۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ شودر کے گھر کا پکا ہوا کھانے سے جو آپ منع کر آئے ہیں۔ خواہ کیسا ہی بھلا مانس کیوں نہ ہو (ستیارتھ پرکاش سملاس نمبر۱۰) یہ کس کتاب کا حکم ہے اور یہ آپ کی طرف داری تو نہیں''۔

محقق جی! عربی زبان میں قرآن کے نازل ہونے کی وجہ تو قرآن نے خود ہی بتلائی ہوئی ہے سنو خدا فرماتا ہے:

﴿وَ لَوۡ جَعَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِيًّا لَّقَالُوۡا لَوۡ لَا فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ ءَاَعۡجَمِىٌّ وَّ عَرَبِى﴾ (۵۹)

(اگر ہم قرآن کو عربی کے سوا کسی اور زبان میں اتارتے تو عربی لوگ کہتے کہ اس کے حکموں کو واضح کیوں نہیں کیا، کلام عجمی اور مخاطب عربی؟)

چونکہ اول مخاطب اس کے عرب کے لوگ تھے۔ اس لئے اس زبان میں نازل ہوا۔ انہوں نے اس کو سمجھ کر دوسرے لوگوں کو سمجھا دیا۔ یہی عین انصاف ہے۔ فرق صرف آپ کی سمجھ کا ہے (۶۰)۔

حافظ ابنِ کثیر (م۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت، اس کے حکم احکام، اس کے لفظی و معنوی فوائد بیان کر کے اس پر ایمان نہ لانے والوں کی سرکشی، ضد اور عداوت کا بیان فرما رہا ہے جیسے کہ آیت میں ارشاد ہے:

﴿وَلَو نَزَّلْنَا عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَا کَانُوْا بِهٖ مُوْمِنِیْنَ﴾''(۶۱)۔

مطلب یہ ہے کہ نہ ماننے کے بیسیوں حیلے ہیں نہ یوں چین نہ ووں چین، اگر قرآن کسی عجمی زبان میں اترتا تو بہانہ کرتے کہ ہم تو اسے صاف صاف سمجھ نہیں سکتے، مخاطب جب عربی زبان کے ہیں تو ان پر جو کتاب اترتی ہے وہ غیر عربی زبان میں کیوں اتر رہی ہے؟ اور اگر کچھ عربی میں ہوتی اور کچھ دوسری زبان میں تو بھی ان کا یہی اعتراض ہوتا کہ اس کی کیا وجہ؟(۶۲)

ابنِ جریر طبری (م۳۱۰ھ) نے قرآن مجید کے عربی ہونے پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ لکھتے ہیں:

''یہ بات تسلیم شدہ ہے یہ درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی سے اس (زبان) کے ذریعے سے مخاطب ہو جس کو مخاطب سمجھتا نہ ہو، وہ اپنے کسی رسول کو لوگوں کی طرف رسالت دے کر انہی کی زبان و بیان میں بھیجتا ہے۔ کیونکہ اگر مخاطب اور مرسل الیہ اس (زبان) کو نہ سمجھتا ہو جس کے ذریعے اس سے خطاب کیا گیا ہے تو مخاطب کی رسالت سے پہلے اور بعد کی حالت ایک جیسی ہی ہوتی ہے تو اس کو رسول کے مخاطب ہونے اور رسالت سے کوئی فائدہ نہ ہوا، وہ پہلے کی طرح ناواقف ہی رہا۔ اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند و بالا ہے کہ وہ ایسا کلام کرے یا پیغام بھیجے جس سے مخاطب یا مرسل الیہ کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہو۔ ہم میں سے بھی کوئی اگر ایسا کام کرے تو یہ نقص اور فضول شمار ہوگا چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کوئی عبث کام کرے۔ اسی لئے اللہ جل جلالہ نے اپنی کتابِ محکم (قرآنِ حکیم) میں فرمایا:

﴿وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ﴾(۶۳)

(ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تا کہ انہیں (احکامِ الٰہی) کھول کھول کر بتا دے)۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے فرمایا:

﴿وَ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ وَ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّوْمِنُوْنَ﴾(۶۴)

(اور ہم نے تم پر جو کتاب نازل کی ہے تو اس لئے کہ جس امر میں ان لوگوں کو اختلاف ہے تم اس کا فیصلہ کر دو اور یہ مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے)۔

جو شخص اس چیز سے ہی جاہل ہو جس سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے تو وہ ہدایت یافتہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ تو ہمارے ان دلائل سے یہ بات واضح ہوئی کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے جس رسول کو بھی کسی قوم کی طرف مبعوث کیا تو اس کو

اس کی قوم کی زبان میں مبعوث کیا۔ کسی نبی پر اس نے جو بھی کتاب نازل کی، کوئی بھی پیغام کسی امت کی طرف بھیجا تو انہیں کی زبان میں، ہماری اس ساری بحث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب جو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل کی وہ حضرت محمد ﷺ کی زبان میں نازل کی، جب حضرت محمد ﷺ کی زبان عربی تھی تو ثابت ہوا کہ قرآن عربی ہے اور اس کی شہادت خود قرآن نے بھی دی ہے۔......"(۶۵)۔

ابوعبیدہ (م ۲۱۰ھ، جو امام شافعی کے معاصر ہیں اپنے زمانے کے چوٹی کے عالم تھے۔) فرماتے ہیں:

"إنـما أنزل القران بلسان عربی مبین فمن زعم أن فیه غیر العربیة فقد أعظم القول و من زعم أن کذا بالنبطیة فقد أکبر القول، قال: و معناه أتی بأمر عظیم و ذلك أن القران لو کان فیه من غیر لغة العرب شیء لتوهم متوهم أن العرب إنما عجزت عن الاتیان بمثله لأنه أتی بلغات لایعرفونها"(۶۶)۔

(اس میں کوئی کلام نہیں کہ قرآن عرب کی واضح زبان میں نازل کیا گیا ہے اس لئے جو شخص کہے کہ اس میں غیر عربی زبان کے الفاظ بھی ہیں وہ بلا شبہ بڑی بات (سخت اور بری بات) کہتا ہے اور جو شخص کسی (قرآنی) لفظ کو نبطی زبان کا کلمہ بتاتا ہے وہ سخت بری بات منہ سے نکالتا ہے کیونکہ اگر قرآن میں عربی زبان سے باہر کے بھی کچھ الفاظ ہوتے تو اس سے کسی وہم کرنے والے کو یہ وہم کرنے کا موقع ملتا کہ اہلِ عرب قرآن کے مثل کلام کہہ سکنے سے یوں عاجز رہے کہ قرآن میں ایسی زبانیں آئی تھیں جو اہل عرب کو معلوم ہی نہ تھیں)۔

زرکشی "معرفة ما فیه من غیر لغة العرب" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"خوب جان لو کہ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے لغت عرب میں نازل کیا ہے، اس کی قراءت و تلاوت عربی زبان میں ہی کی جا سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا ﴾(۶۷) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا...... ﴾(۶۸)

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن میں عربی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے زندہ معجزہ اور آپ کی صداقت کی دلیل قطعی قرار دیا ہے اور بڑے بڑے عربوں کو چیلنج کیا ہے۔ آپ ﷺ قرآن کی آیات کے ذریعے بلغاء، فصحاء اور شعراء کو ترت سوجھا ہوا جواب دیتے ہیں (ان کا مقابلہ کرتے ہیں)۔ اگر یہ لغت عرب کے علاوہ دیگر زبانوں پر مشتمل ہوتا تو آپ کو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوتا"(۶۹)۔

قرآن کو جب عربی قرار دیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ قرآن کا لفظ تمام سورتوں اور آیات پر بولا جاتا ہے۔ اسی

طرح تمام الفاظ اور مفردات کو شامل ہے۔ صابونی لکھتے ہیں:

''اگر قرآن میں لغتِ عرب کے علاوہ بھی کچھ ہوتا یا کوئی ایسی بات ہوتی جس کو عرب نہ سمجھتے ہوتے یا اس میں غیر عربی (عجمی) الفاظ ہوتے تو مشرکین قرآن پر با نگِ دہل اعتراض کرتے اور اس کو رسول کی عدمِ صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ﴾ (۷۰)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ہم قرآن کو عربوں کی زبان کے علاوہ کسی زبان میں نازل کرتے اور اس کو عجمی زبان میں اتارتے تو یہ لوگ کہتے کہ اس کی آیات کو واضح کیوں نہیں کیا گیا؟ اس کے الفاظ ہماری عربی زبان میں کیوں نہیں اتارے گئے کہ ہم ان کو سمجھتے اور تدبر کرتے ﴿ءَاَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ﴾ یعنی (کہتے) رسول عربی ہے اور قرآن عجمی؟ یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ عربی رسول پر عجمی قرآن کیسے نازل کیا جاسکتا ہے؟'' (۷۱)

عظیم سکالر سمیح عاطف الزین ''القرآن عربی'' کے عنوان کے تحت رقمطراز ہیں:

''قرآن کسی بھی ایسے لفظ پر مشتمل نہیں جو غیر عربی ہو، یہ سب کا سب عربی ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا﴾ (۷۲) اور فرمان الٰہی ہے: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ﴾ (۷۳) نیز ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ﴾ (۷۴)

اگر قرآن عربی زبان کے علاوہ کسی زبان پر مشتمل ہوتا تو یہ بات ان آیات سے متضاد ہوتی اور رسول (ﷺ) اپنی قوم کی زبان میں مبعوث نہ قرار دیے جاسکتے تھے۔ قرآن کے الفاظ کا مجموعہ بھی قرآن کہلاتا ہے اور اس کے ایک جزء کو بھی قرآن ہی کہا جاتا ہے۔ اگر اس کا کوئی حصہ غیر عربی ہوتا تو وہ قرآن میں سے نہیں ہوسکتا تھا۔ نیز اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں:

﴿وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ﴾ (۷۵) تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے عجمی ہونے کی نفی کی ہے'' (۷۶)۔

امام رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''یہ نقطہ نظر کہ قرآن میں غیر عربی الفاظ بھی ہیں اس کے فاسد اور باطل ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا﴾ (۷۷) اور ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ﴾ (۷۸)۔

بہت سے علماء کا موقف ہے کہ قرآن سارا کا سارا عربی ہے۔ اس میں ایک لفظ بھی غیر عربی نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو

اللہ تعالیٰ نے اس کو عربی کہا ہے وہ درست نہ ہوتا۔ارشاد الٰہی ہے:
﴿ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا ﴾ (۷۹)۔اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان صحیح نہ قرار پاتا کہ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ﴾ (۸۰)۔ اور نہ یہ ارشاد الٰہی صحیح ٹھہرتا کہ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴾ (۸۱) کیونکہ اس طرح تو قرآن غیر عربی الفاظ پر بھی مشتمل ہوتا یعنی اس میں عجمیت بھی ہوتی جس کی اللہ تعالیٰ نے استفہامِ انکاری کے بلیغ ترین الفاظ سے نفی کی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ﴾"(۸۲)،(۸۳)۔

قرآن کے عربی ہونے کے بارے میں ایک موقف یہ بھی ہے کہ جو لفظ بھی قرآن میں آیا ہے اور اس کو کسی قوم نے استعمال کیا ہے تو وہ اصل میں عربی تھا، دیگر زبان والوں نے اس کو تھوڑا بہت بدل کر استعمال کر لیا۔ابوبکر باقلانی کہتے ہیں: قرآن عربی ہے اس میں کوئی عجمہ نہیں۔قرآن کا ہر ہر لفظ جو کسی دوسری زبان والے نے استعمال کیا ہے تو اس کی اصل عربی ہوگی، دوسروں نے اس میں کوئی تغیر کیا ہوگا جیسے عبرانیوں نے تغیر و تبدل کیا ہے۔وہ کہتے ہیں:"الـــــه: لاهوت اور ناسك: ناسوت تھا۔لیکن اس موقف پر کوئی دلیل نہیں حقیقت اس کو جھٹلاتی ہے"(۸۴)۔

خلاصۂ بحث

قرآن مجید کے عربی ہونے یا اس میں بعض الفاظ کے غیر عربی ہونے کے بارے میں مختلف اقوال کے درمیان تطبیق دینے کی بعض علماء نے کوشش کی ہے اور کئی توجیہات پیش کی ہیں۔اس سلسلے میں ابنِ جریر لکھتے ہیں:"ابنِ عباسؓ اور دیگر آئمہ سلف نے الفاظ قرآن کی تفسیر کرتے وقت بعض لفظوں کی نسبت جو یہ بیان کیا ہے کہ وہ فارسی، حبشی، نبطی یا اسی طرح کی اور زبانوں کے الفاظ ہیں تو اس کی توجیہ یہ کی جاسکتی ہے کہ ان الفاظ میں اتفاق سے زبانوں کا توارد ہوگیا یعنی ایک ہی معنیٰ کے واسطے اہلِ عرب، اہلِ فارس اور اہلِ حبش وغیرہ نے ایک ہی لفظ کے ساتھ تکلم کر لیا، اور ابنِ جریر کے علاوہ کسی اور شخص کا قول ہے: نہیں بلکہ وہ الفاظ تو ان خالص اہل عرب کی بول چال میں داخل اور اسی زبان کے تھے جس میں قرآن شریف کا نزول ہوا کیونکہ اہل عرب اپنے سفروں میں دیگر اقوام سے ملتے تھے اور اس وجہ سے ان کی زبان کے بعض اہل عرب کی زبان پر چڑھ جاتے تھے۔پھر ان الفاظ میں سے چند کلمات حروف کی کمی کے ساتھ متغیر کر کے اہل عرب نے ان کو اپنے اشعار اور محاورات میں بھی استعمال کر لیا اور اس طرح پر وہ معرب الفاظ فصیح عربی کلمات کے قائم مقام بن گئے اور ان میں بھی بیان کی صفت (جو عربی زبان کا خاصہ تھی) پیدا ہوگئی پس اسی حد (تعریف) کے

لحاظ سے قرآن کا نزول ان کلمات کے ساتھ ہوا(۸۵)۔

محمد علی الصابونی مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد " الترجیح" کا عنوان قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صحیح موقف وہی ہے جس کو طبری اور جمہور علماء نے اختیار کیا ہے کہ قرآن سارا کا سارا عربی ہے۔ علماء کی پیش کردہ بکثرت نصوص اور ذہن کو اپیل کرنے والے قوی دلائل اسی کی تائید کرتے ہیں(۸۶)۔

اسی موقف کی تائید هل ورد فی القرآن كلمات خارجة عن لغات العرب أو لا؟ کے عنوان کے تحت علامہ قرطبی نے کی ہے(۸۷)۔

بعض علماء نے دونوں قسم کے اقوال کو صحیح قرار دیا ہے(۸۸)۔ دونوں اقوال میں تطبیق کے سلسلے میں ابوعبید قاسم بن سلام کا قول مشہور ہے کہ: میرے نزدیک وہ مذہب درست ہے جس میں دونوں قولوں کی بتمامہ تصدیق ہوتی ہے اور وہ مذہب (رائے) یہ ہے:

''اس میں شک نہیں کہ علماء کے حسبِ بیان ان الفاظ کی اصل عجمی زبانیں ہیں مگر بات یہ ہوئی کہ ان کلمات کے استعمال کی ضرورت اہلِ عرب کو پڑی اور انہوں نے ان کلمات کو معرب بنا کر اپنی زبان سے ادا کرنے کے قابل کر لیا۔ پھر عجمی الفاظ کی صورت سے ان کی صورت بھی بدل کر انہیں اپنی زبان کے الفاظ سے مشابہ بنا لیا اور اس طرح یہ کلمات عربی زبان کے جزو ہو گئے چنانچہ جس وقت قرآن کا نزول ہوا ہے اس وقت یہ الفاظ عربی کلام میں ایسے مل جل گئے تھے کہ ان کا امتیاز کرنا مشکل تھا۔ لہٰذا اس لحاظ سے جو لوگ ان کو عربی زبان میں شامل بتاتے ہیں وہ بھی اور جو لوگ ان کلمات کو عجمی قرار دیتے ہیں وہ بھی دونوں بجائے خود سچے ہیں(۸۹)۔

نواب صدیق حسن خان قنوجی (م ۱۳۰۷ھ) دونوں قسم کے اقوال میں تطبیق سے متعلق لکھتے ہیں:

"و الجمع أنها لما تكلمت بها العرب نسبت اليهم و صارت بهم لغة" (۹۰)۔

''ان کو جمع اس طرح کیا جائے گا کہ جب عربوں نے ان کلمات کے ذریعے کلام کیا تو یہ ان کی طرف منسوب ہو گئے اور یہ ان کی لغت بن گئے۔''

خطیب شربینی لکھتے ہیں:

"وجمع بعض المفسرين بين القولين بأن هذه الألفاظ لما تكلمت بها العرب و دارت على ألسنتهم صارت عربية فصيحة و إن كانت غير عربية فى الأصل لكنهم لما تكلموا بها نسبت اليهم و صارت لهم لغة و هو جمع حسن"(۹۱)۔

(بعض مفسرین نے دونوں قسم کے اقوال کو جمع کیا ہے۔ جب اہل عرب نے ان کلمات کے ذریعے تکلم کیا اور یہ الفاظ ان کی زبانوں پر گردش کرنے لگے تو یہ فصیح عربی قرار پائے اگرچہ اصل کے اعتبار سے یہ غیر عربی تھے، لیکن جب عرب ان کو بولنے لگے تو یہ ان کی طرف منسوب ہوئے اور ان کی زبان قرار پائے۔ یہ تطبیق بہت خوبصورت ہے)۔

اوپر بیان کردہ ابوعبید قاسم بن سلام کی تطبیق پر الشیخ زفزاف کی تعلیق یوں ہے:

''یہ موقف جو ابوعبید نے ذکر کیا ہے کہ جس میں وہ مذکورہ فریقین کا اختلاف لفظی ٹھہراتے ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ معاملہ یوں نہیں ہے کیونکہ امام شافعی اور ان کے ہمنوا اس بات سے ناواقف نہ تھے کہ عرب جب کسی عجمی لفظ کو اپنے کلام میں داخل کرتے ہیں تو وہ عربی بن جاتا ہے بلکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ان الفاظ کو قطعی طور پر عجمی الاصل قرار دینے کی کوئی گنجائش نہیں (۹۲)۔

مذکورہ بالا تمام تر اختلاف کے باوجود یہ بات تو مسلم اور متفق علیہ ہے کہ قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ کے قائلین کے نزدیک بھی قرآن کے اکثر الفاظ عربی ہیں، صرف چند الفاظ ہیں جو ان کے نزدیک عجمی ہیں اور ان کا مفہوم بھی وہی معتبر ہے جو عرب سمجھتے تھے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ صالح بن ابراهيم بليهى: الهدى والبيان في أسمآء القران ص:۴۱۔۴۳، ط:۱، ۱۳۹۷ھ، جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية سعودی عرب، قرآن کے عربی ہونے کے متعلق آیات کے لیے دیکھیے اس کتاب کے صفحات: ۲۰۳۔۲۰۴۔
۲۔ سورۃ یوسف، ۱۲:۲۔
۳۔ مولانا محمد رفیق چودھری: قرآن کے دامن میں، مکتبہ قرآنیات، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، ط:۴، ۲۰۰۳ء، ص:۲۵۔
۴۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی: شرح المعلقات السبع: البیان الوافی لما فی معلقات السبع من الخوافی، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ط:۱، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء، ص:۲۲۔
۵۔ ایضاً، ص:۵۰۔
۶۔ جلال الدین السیوطی: التحبیر؛النوع الاربعون: المعرب، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ص:۲۰۰۔
۷۔ محمد بن علی بن محمد الشوکانی: ارشاد الفحول إلی تحقيق الحق من علم الأصول۔الفصل الرابع فی المعرب هل هو موجود فی القران أم لا، دار المعرفہ، بیروت، ص:۲۸۔
۸۔ سورة ابراہیم، ۱۴:۴۔
۹۔ جلال الدین السیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، مکتبۃ العلم، اردو بازار لاہور، ۱/۳۲۱۔
۱۰۔ سورة یوسف، ۱۲:۲۔
۱۱۔ مولانا مفتی محمد شفیع: معارف القرآن، ادارۃ المعارف، دار العلوم کراچی، ط:۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء، ۳/۵۔
۱۲۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی: تیسیر القرآن، مکتبۃ السلام وسن پورہ، لاہور، ط:۲۰۰۲ء، ۲/۳۷۷۔
۱۳۔ علی بن محمد الآمدی: الاحکام فی اصول الاحکام، دار الکتاب العربی، بیروت، ط:۱ ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء، ۱/۹۷۔
۱۴۔ سورة عبس، ۸۰:۳۱۔
۱۵۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر: تفسیر ابن کثیر، نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب، آرام باغ کراچی، ۱/۷۔
۱۶۔ سورة عبس، ۸۰:۳۱۔
۱۷۔ ابو عبداللہ محمد المعروف حاکم نیشاپوری: مستدرک حاکم، دار الفکر، بیروت، ط:۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء، ۲/۵۱۴۔
۱۸۔ محمد بن ادریس الشافعی: الرسالۃ، ص:۴۲۔
۱۹۔ الاتقان فی علوم القرآن، ۱/۳۲۰۔
۲۰۔ ایضاً، ۱/۳۲۰۔۳۲۱۔
۲۱۔ ایضاً، ۱/۳۲۱۔۳۲۲۔
۲۲۔ یہ لفظ قرآن میں موجود نہیں۔ یہ لفظ غالبا سیناء ہوسکتا ہے۔ اس لفظ (العیناء) کو الاتقان کے عربی نسخے مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر (طبع ۳) سے بھی دیکھا گیا مگر عربی نسخے میں بھی العیناء ہی لکھا ہوا ہے۔ الاتقان (اردو) میں آمدہ اغلاط مثلاً الوزد (الوزر)، ربع (ریع)، یغتوا (یغنوا)، شرو (شرد)، نخلۃ (نحلہ)، کُلُّ (کَلٌّ)، بتئین (تبئین)، تبئس (تبئس)، تئیس (بئیس)، القعود (العقود) وغیرہ الفاظ کی تصحیح مذکورہ بالا عربی طبع سے موازنہ کر کے کی گئی ہے۔ نیز المعجم المفهرس لألفاظ القرآن از محمد فواد عبدالباقی سے بھی رہنمائی لی گئی ہے۔
۲۳۔ دیکھیے الاتقان، ۱/۳۱۴۔۳۱۹۔
۲۴۔ ایضاً۔

۲۵۔ الجامع الصحیح،کتاب التفسیر۶۵،باب قولہ تعالیٰ: ﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ﴾۔
۲۶۔ ایضا:باب سورۃ یوسف،۱۲۔
۲۷۔ ایضا:باب سورۃ والطّور:۵۲۔
۲۸۔ ایضاً:تفسیر سورۃ طٰہٰ:۲۰۔
۲۹۔ ایضاً:تفسیر سورۃ:۱۲،باب۴۔
۳۰۔ ایضاً:تفسیر سورۃ النور:۲۴۔
۳۱۔ الجامع الصحیح،کتاب التوحید والرد علی الجھمیة وغیرھم ۹۸،باب قول اللّٰہ تعالیٰ:﴿ وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ﴾ الْقِيٰمَةِ ۵۸۔
۳۲۔ التحبیر فی علم التفسیر،ص:۲۰۱،۲۰۲۔
۳۳۔ الاتقان، ص:۳۲۳۔۳۳۰۔
۳۴۔ اس جملہ کی تفصیل کے لئے دیکھیں:ابوجعفر محمد بن جریر طبری:جامع البیان عن تأویل آی القران،دارالمعارف،مصر،۱/۱۴۔۱۷۔
۳۵۔ سورۃ الأنعام، ۶:۱۳۳۔
۳۶۔ سورۃ ھود،۱۱:۶۱۔
۳۷۔ سورۃ الأنبیآء، ۲۱:۱۱۔
۳۸۔ سورۃ النجم، ۵۳:۴۷۔
۳۹۔ سورۃ الرحمٰن، ۵۵:۲۴۔
۴۰۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:محمد فؤاد عبدالباقی: المعجم المفھرس لالفاظ القران الکریم ،مادہ: نشأ،مطبعة دار الکتب المصریة، قاہرہ،ط:۱۳۶۴ھ،ص:۷۰۰۔۷۰۱،
۴۱۔ صحیح بخاری،کتاب التفسیر۶۵،سورۃ المدثر:۷۴۔
۴۲۔ ایضاً، سورۃ سبأ، ۳۴:۱۶۔
۴۳۔ ایضاً۔
۴۴۔ سورۃ الشعرآء، ۲۶:۱۹۲۔۱۹۵۔
۴۵۔ سورۃ الرعد، ۱۳:۳۷۔
۴۶۔ سورۃ الشوریٰ، ۴۲:۷۔
۴۷۔ سورۃ الزخرف، ۴۳:۱۔۳۔
۴۸۔ سورۃ الزمر، ۳۹:۲۸۔
۴۹۔ الرسالة، ص:۴۶۔۴۷۔
۵۰۔ سورۃ النحل ، ۱۶:۱۰۳۔
۵۱۔ سورۃ یوسف، ۱۲:۲۔
۵۲۔ سورۃ طہٰ، ۲۰:۱۱۳۔
۵۳۔ سورۃ حٰم السجدۃ، ۴۱:۳۔
۵۴۔ سورۃ الاحقاف، ۴۶:۱۲۔

۵۵۔ مستدرک حاکم، ۸۷/۴۔
۵۶۔ سورۃ النحل، ۱۶:۱۰۳۔
۵۷۔سورۃ حم السجدۃ، ۴۱:۴۴۔
۵۸۔ الرسالۃ، ص:۴۷۔
۵۹۔سورۃ حم السجدۃ، ۴۱:۴۴۔
۶۰۔ ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری:حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش ص:۳۸۔۳۹،ط:۲۰۰۱ء،نعمانی کتب خانہ،اردو بازار لاہور۔
۶۱۔ سورۃ الشعرآء ، ۲۶:۱۹۸۔
۶۲۔ تفسیر ابن کثیر،۶۷/۴۔
۶۳۔ سورۃ ابراھیم، ۱۴:۴۔
۶۴۔ سورۃ النحل، ۱۶:۶۴۔
۶۵۔ تفسیر طبری، ۱۱/۱۔
۶۶۔ بدرالدین محمد بن عبداللہ زرکشی:البرھان فی علوم القران،دارالمعرفۃ للطباعۃ و النشر،بیروت،۲۸۷/۱۔۲۸۸۔
۶۷۔ سورۃ یوسف، ۱۲ :۳۔
۶۸۔ سورۃ فصلت، ۴۱:۴۴۔
۶۹۔ البرھان فی علوم القران، ۲۸۷/۱۔۲۸۸۔
۷۰۔ سورۃ فصلت، ۴۱:۴۴۔
۷۱۔ محمد علی الصابونی:التبیان فی علوم القرآن،مکتبۃ الغزالی دمشق، مؤسسۃ مناھل العرفان،بیروت، ط:۲،۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء، ص:۲۰۳۔۲۰۴۔
۷۲۔ سورۃ الزخرف، ۴۳:۱۔۳۔
۷۳۔ سورۃ الشعرا، ۶۲:۱۹۵۔
۷۴۔ سورۃ ابراھیم، ۱۴:۴۔
۷۵۔ سورۃ فصلت، ۴۱:۴۴۔
۷۶۔ سمیح عاطف الزین:الاسلام و ثقافۃ الانسان، دارالکتاب اللبنانی،بیروت،ط:۷،۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء ص:۵۰۰۔۵۰۱۔
۷۷۔ سورۃ الزخرف، ۴۳:۱۔۳۔
۷۸۔ الدکتور محمد علی الحسن:المنار فی علوم القرآن ص:۱۷،ط:۱،۱۹۸۳ء،دارالارقم،عمان۔
۷۹۔ سورۃ الزخرف، ۴۳:۱۔۳۔
۸۰۔ سورۃالشعرا، ۶۲:۱۹۵۔
۸۱۔ سورۃالشعرا، ۶۲:۱۹۵۔
۸۲۔ سورۃ فصلت، ۴۱:۴۴۔
۸۳۔ المنار فی علوم القرآن، ایضاً، ص:۱۷۔۱۸۔
۸۴۔ ایضاً،ص:۷۔۱۔
۸۵۔ السید محمد الآلوسی: روح المعانی فی تفسیر القران العظیم و السبع المثانی ،دار احیاء التراث العربی،بیروت،۱۷۴/۱۲۔

۸۶۔ التبیان فی علوم القرآن، ص:۲۰۴۔
۸۷۔ **محمد بن احمد الانصاری القرطبی**:الجامع لاحکام القرآن،**دارالکتاب العربی،مصر**،ط:۳،۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء، ۶۸/۱۔۶۹۔
۸۸۔ **ابوالفرج عبدالرحمان بن الجوزی**: زاد المسیر فی علم التفسیر (تفسیر ابن الجوزی) ،**دارنشر الکتب الاسلامیہ،شیش محل روڈ،لاہور**، ط:۱،۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء، ۱۷۸/۴۔
۸۹۔ البرھان، ۲۹۰/۱،الھدی و البیان فی أسمآء القران،ص:۲۰۶۔۲۰۷۔
۹۰۔ **نواب صدیق حسن خان**: فتح البیان فی مقاصد القرآن، مطبعة العاصمة،**قاہرہ**، ۴۳۳/۴۔
۹۱۔ **الخطیب الشربینی**:تفسیر السراج المنیر،ط:۲،دار المعرفة،**بیروت**، ۸۸/۲۔
۹۲۔ المنار فی علوم القرآن، ص:۲۰۔